میراث میں ملی چیز کو قبضے سے پہلے بیچنا

ریفرینس نمبر:IEC-0166 تاریخ:24-02-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میرے والد صاحب کا ابھی حال ہی میں انتقال ہو گیا ہے، میرے والد صاحب کا پہلے پینٹ سلائی کرنے کا کام تھا، آخری عمر میں والد صاحب نے یہ کام چھوڑ دیا تھا، ان کی ملکیت میں پینٹ سلائی کرنے والی دو مشینیں تھیں، جب والد صاحب نے یہ کام چھوڑا، تو وہ مشینیں انہوں نے اپنی زندگی میں ہی اپنے ایک دوست کو فری میں استعمال کرنے کے لئے دے دی تھیں، وہ ان کو اپنے کارخانے میں لے گئے تھے، ان کو مالک نہیں بنایا تھا، صرف استعمال کے لئے دی تھیں، اب جب میرے والد صاحب کا انتقال ہوا ہے، تو میں وہ مشینیں والد صاحب کے اسی دوست کو بیچنا چاہتا ہوں، جن کے پاس وہ مشینیں ہیں، وہ بھی خریدنے کے لئے تیار ہیں۔

میرا سوال یہ ہے کیا میرے لئے ضروری ہے کہ میں پہلے ان مشینوں پر قبضہ کروں اور پھر والد صاحب کے دوست کو بیچوں یا قبضہ سے پہلے بھی ان کو بیچ سکتا ہوں؟

واضح رہے میں والد صاحب کا تنہا وارث ہوں، عاقل بالغ ہوں، والدہ کا انتقال والد صاحب سے پہلے ہی ہو گیا ہے، بہنیں تھیں ہی نہیں۔ سائل: علی حسن (کورنگی ڈھائی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

جب بندہ وراثت کے ذریعہ کسی منقولی یا غیر منقولی چیز کا مالک بنے تو اس چیز میں قبضہ کرنے سے پہلے تصرف کرنا بھی جائز ہوتا ہے، لہٰذا آپ کے لئے بالکل جائز ہو گا کہ آپ ان مشینوں پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی وہ مشینیں والد صاحب کے دوست کو فروخت کر دیں۔

البتہ جب آپ ان کو یہ مشینیں بیچ دیں گے تو ان کا پہلے کا جو قبضہ ہے، وہ خریداری کے قبضہ کے قائم مقام نہیں ہو گا کیونکہ ان کا قبضہ، قبضہ امانت ہے اور خریداری کا قبضہ، قبضہ ضمان ہوتا ہے، قبضہ امانت قبضہ ضمان کے قائم مقام نہیں ہو سکتا، خریداری کے بعد ان کو نیا قبضہ کرنا ہو گا۔

اس جدید قبضہ کی صورت یہ ہوگی کہ جس جگہ بیٹھ کر آپ ایجاب و قبول کریں، خرید و فروخت کی ڈیل مکمل کریں، مشینیں اسی جگہ موجود ہوں، مشینیں خریدنے والا ان کو پکڑنے پر قادر ہو تو ایسی صورت میں یہ موجودگی اور مال حاصل کرنے کی قدرت، جدید قبضہ کہلائے گی اور اگر مشینیں وہاں موجود نہیں تو پھر خریدار کو خریداری کے بعد اتنی مہلت ملے کہ وہ مشینوں کے پاس جا کر قبضہ کر سکے۔

وراثت کے ذریعہ ملکیت میں آنے والی چیز پر قبضہ سے پہلے تصرف کرنا، جائز ہے۔

ہندیہ میں ہے: "ولو ملک المنقول بالوصیۃ او المیراث یجوز بیعہ قبل القبض" یعنی اگر کسی منقولی چیز کا وصیت یا میراث کے ذریعہ مالک ہوا ہے تو اس کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، جلد03، صفحہ13، دار الفکر، بیروت)

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر اور رد المحتار میں نقل ہے: "قال الکمال واما المیراث فالتصرف فیہ جائز قبل القبض لان الوارث یخلف المورث فی الملک و کان للمیت ذلک التصرف فکذا للوارث و کذا الموصی لہ لان الوصیۃ اخت المیراث اہ ومثلہ للاتقانی وھذا کالصریح فی جواز تصرف الوارث فی الموروث وان کان عینا" یعنی امام کمال رحمہ اللہ نے فرمایا وراثت میں ملی چیز میں قبضے سے پہلے تصرف کرنا، جائز ہے کیونکہ وارث ملکیت میں مورث کا خلیفہ ہوتا ہے اور میت کو اس مال میں تصرف کا اختیار تھا تو وارث کو بھی ہوگا اور یہی حکم ہے اس کا بھی جس کے لئے وصیت کی گئی کیونکہ وصیت احکام میں میراث کی مثل ہے اھ اور ایسا ہی امام اتقانی کی کتاب میں ہے، یہ عبارت اس معاملہ میں صریح کی طرح ہے کہ وارث مالِ وراثت میں قبضے سے پہلے تصرف کر سکتا ہے اگرچہ مالِ وراثت کوئی متعین چیز ہو۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر، جلد7، صفحہ376، دار الکتب العلمیۃ بیروت) (رد المحتار، جلد7، صفحہ394، کوئٹہ)

محیط برہانی میں ہے: "ولو ملک المنقول بالوصیۃ أو بالمیراث یجوز بیعہ قبل القبض، أما في المیراث فلأن ید الورثۃ ید المورث لأنھم خلفا عنہ فکان ھذا بیع المقبوض، وأما الوصیۃ فلانھا أخت المیراث فکان حکمھا حکم المیراث" یعنی اگر کسی منقولی چیز کا وصیت یا میراث کے ذریعہ مالک ہوا تو اس کی بیع قبضے سے پہلے بھی جائز ہے۔ میراث میں بیع جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وارث کا قبضہ در حقیقت مورث کے قبضہ سے ہے کیونکہ وارث اس کا خلیفہ اور نائب ہے لہٰذا یہ مقبوض کی ہی بیع ہے اور وصیت میں قبضہ لازم نہ ہونے کی وجہ یہ

ہے کہ وصیت احکام میں میراث کی مثل ہے، لہٰذا اس کا حکم بھی میراث والا ہوگا۔

(محیط برھانی، جلد6، صفحہ 277، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

خریدار کے پاس پہلے سے ہی چیز قبضہ امانت کے طور پر موجود ہو تو خریداری کے بعد جدید قبضہ کی حاجت ہوگی۔

ہندیہ میں ہے: ”ولو كان في يده عارية أو وديعة أو رهن لم يصر قابضا بمجرد العقد إلا أن يكون بحضرته أو يرجع إليه فيتمكن من القبض“یعنی اگر چیز مشتری کے ہاتھ میں عاریت یا امانت یا رہن کے طور پر تھی تو صرف عقد کے ذریعے وہ قبضہ کرنے والا نہیں کہلائے گا سوائے یہ کہ اس وقت مبیع بھی مشتری کے پاس موجود ہو یا وہ مبیع کے پاس جائے اور قبضہ پر قدرت حاصل کرلے (تو قبضہ ہو جائے گا)۔

(الفتاوی الھندیۃ، جلد3، صفحہ 23، بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے: ”مبیع پر مشتری کا قبضہ عقدِ بیع سے پہلے ہی ہو چکا ہے، اگر وہ قبضہ ایسا ہے کہ تلف ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑتا ہے تو بیع کے بعد جدید قبضہ کی ضرورت نہیں مثلاً وہ چیز مشتری نے غصب کر رکھی ہے یا بیع فاسد کے ذریعہ خرید کر قبضہ کرلیا اب اسے عقد صحیح کے ساتھ خریدا تو وہی پہلا قبضہ کافی ہے کہ عقد کے بعد ابھی گھر پہنچا بھی نہ تھا کہ وہ شے ہلاک ہوگئی تو مشتری کی ہلاک ہوئی اور اگر قبضہ ایسا نہ ہو جس سے ضمان لازم آئے مثلاً مشتری کے پاس وہ چیز امانت کے طور پر تھی تو جدید قبضہ کی ضرورت ہے، یہی حکم سب جگہ ہے، دونوں قبضے ایک قسم کے ہوں یعنی دونوں قبضہ ٔ ضمان یا قبضہ ٔ امانت ہوں تو ایک دوسرے کے قائم مقام ہوگا اور اگر مختلف ہوں تو قبضہ ٔ ضمان، قبضہ ٔ امانت کے قائم مقام ہوگا مگر قبضہ ٔ امانت، قبضہ ٔ ضمان کے قائم مقام نہ ہوگا۔“

(بہار شریعت، جلد2، صفحہ 645، مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــہ

ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

13 شعبان المعظم 1445ھ/24 فروری 2024ء

نوٹ: مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت اور مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ اور مرکز الاقتصاد الاسلامی کے فیس بک پیج islamicEconomicsCentre سے کی جاسکتی ہے۔
دار الافتاء اہل سنت ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net | مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ www.iecdawateislami.com

ایڈریس: فیضان پلاٹ نزد حنفیہ مجاہدین مسجد متصل عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ
Email:appointment@iecdawateislami.com